

شاہ بلخ الدین

سیدنا ابو طلحہ انصاریؓ

مسلمان اور مشرکین عرب ایک دوسرے سے گھٹے ہوئے تھے۔ جیت صاف مسلمانوں کی تھی۔ اتنے میں میدان جنگ کا نقشہ بدلا مسلمانوں کی فوج کا وہ حصہ جو حضرت عبداللہ بن جبیرؓ کے تحت تھا اپنی جگہ سے ہٹا۔ مجاہد اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہاڑی راستے پر حفاظت کے لیے کھڑا کیا تھا۔ ان لوگوں نے سوچا اب جنگ ختم ہو چکی ہے تو اپنی جگہ چھوڑ کر میدان جنگ کے بیچ میں چلے جائیں جہاں مال غنیمت جمع کیا جا رہا تھا اور مال غنیمت جمع کرنے میں ہاتھ بٹائیں۔

کافروں کے ایک دستے نے دیکھا کہ حفاظتی دستہ اپنی جگہ پر نہیں ہے۔ تو گھوم کر وہاں پہنچے اور اس حصہ کو گھیرے میں لے لیا جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے اپنی فوجوں کو لڑا رہے تھے۔ یہ جنگ کا وہ نازک لمحہ تھا جب بازی ادھر یا ادھر ہو سکتی تھی۔ کافروں کا حملہ شدید سے شدید تر ہوتا گیا۔ مسلمان اس وقت میدان جنگ میں پھیلے ہوئے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب بہت کم لوگ رہ گئے تھے لیکن یہی جان نثار اپنی جگہ ڈٹ گئے اپنے نبی کے آگے سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر سپر ہو گئے۔ کانٹے کی لڑائی ہو رہی تھی۔ کافر بڑے چلے آ رہے تھے اور مسلمان انہیں روک رہے تھے۔ کبھی کبھی رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھا کر یہ منظر دیکھ لیتے تھے۔ اس وقت ایک آواز سنائی دیتی — میری جان آپ کی جان پر قربان اور میرا چہرہ آپ کے چہرہ مبارک پر نثار! اور پھر اللہ کا وہ سپاہی جس کی آواز تھیں اپنے سمیر کے لیے ڈھال بن جاتا اس دن ایک دو نہیں تھیں کمین اس کے ہاتھوں میں ٹوٹیں۔ تیر تھے کہ دشمن کے لیے موت کا پیام لے کر ان کی پٹلی سے نکلتے۔ اس روز حلا و دروں کا منہ پھر دینے میں اس مجاہد کا بڑا ہاتھ تھا — یہ مجاہد حضرت ابو طلحہ انصاریؓ تھے۔ دوسری بیعت عقبہ کے نقیب۔ بنو خزرج کے رئیس۔ خاندان بخاری کی ابرو۔ حضرت ام سلمہؓ کے شوہر اور حضرت انسؓ بن مالک کے سرپرست! مہاجرین اور انصاریں بھائی چارہ ہوا تو حضرت ابو عبیدہ بن الجراحؓ آپ کے بھائی بنائے گئے۔ وہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جنہیں جنت کی بشارت دی گئی تھی! حضرت ابو طلحہؓ کے مقام کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے۔

اُحد کی لڑائی کے بعد ان کا بایاں ہاتھ زندگی بھر کے لیے بیکار ہو گیا تھا۔ یہی ہاتھ جس پر وہ اُن تیروں

کی بارش روک رہے تھے جو رسالتِ پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ہو رہی تھی۔ یہ ہاتھ مسلمانوں کے لیے بڑا مقدس ہاتھ جس نے میدانِ اُحد میں تاریخ کا دھارا موڑ دیا۔ ابو طلحہؓ کی عمر اس وقت چوبیس سال کی تھی۔ اوسط قد تھا۔ سانولی رنگت۔ مدینے میں ان کا بڑا مرتبہ تھا۔ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے گھر جاتے۔ کھانے کا وقت ہوتا اور کوئی چیز کھانے کے لیے پیش کی جاتی تو خوشی سے کھاتے۔ کبھی دوپہر میں ان کے گھر کو روتی بختے تو تھوڑی دیر کے لیے قیلو لہ بھی کر لیا کرتے تھے۔ حضرت ام سلیمؓ رشتہ میں آنحضرتؐ کی خالہ مورتی تھیں۔ رشتہ دور کا سہی لیکن حضور اکرمؐ ان کا بڑا لحاظ فرماتے تھے۔ انہی کی وجہ سے حضرت انسؓ کو بارگاہِ نبویؐ کا خادم بننے کی سعادت حاصل ہوئی۔

رسالتِ پناہ کی فات سے حضرت ابو طلحہؓ کو بے پناہ عقیدت تھی۔ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی آپ کا بہت خیال رکھتے تھے۔ تمام لڑائیوں میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہتے تھے۔ سفر میں ان کا اونٹ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری سے سب سے زیادہ قریب ہوا کرتا تھا۔ گھر میں جب بھی کوئی چیز آتی ہے تو حضرت ابو طلحہؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ضرورت سمجھتے۔ کبھی کبھی تو بہت معمولی چیزیں بھیجی جاتیں۔ غرگویش کی ایک دان، تھوڑے سے غرمے غرض جو کچھ بھی ہوتا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بڑی خوشی سے ان کی نذر قبول فرمالتے۔ قدر افزائے کا یہ حال تھا کہ اللہ کے رسول ج کے لیے تشریف لے گئے اور مٹی میں بال ترشوائے تو داہنی طرف کے بال تو کئی لوگوں میں تقسیم فرمائے لیکن بائیں طرف کے تمام موئے مبارک حضرت ابو طلحہؓ کو عنایت ہوئے۔ اس امتیاز پر کوئی ان کی خوشی دیکھتا! معلوم ہوتا تھا دو عالم کی دولت ان کے حصے میں آئی تھی۔

جب عبداللہ بن ابی طلحہؓ پیدا ہوئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھجور جا کر نوموود کو چٹائی نام رکھا۔ ہجرت کے بعد پیدا ہونے والے بچوں میں سب سے پہلے یہ شرف حضرت عبداللہ بن زبیرؓ کو عام ہوا۔ جو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نواسے تھے۔

انہی عبداللہؓ سے حضرت ابو طلحہؓ کی اولاد پھیلی اور بھی لڑکے ہوئے لیکن وہ بچپن ہی میں مر گئے۔ دو لڑکے حضرت اسحقؓ تھے جن کے لڑکے کبھی مشہور محدث گزرے ہیں۔

مسجد نبویؐ کے بالکل سامنے ایک جگہ تھی بیڑھا۔ یہاں حضرت ابو طلحہؓ کی کچھ زمین تھی۔ بڑی زرخیز اور شاداب زمین تھی! اس میں ایک کنواں تھا۔ مدینے کا مشہور کنواں۔ نہایت میٹھا پانی تھا۔ اس میں سے ایک خاص جبک آتی تھی۔ رسالتِ پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی کنویں کا پانی پیا کرتے تھے اور بہت شوق سے پیتے تھے۔ جب حکم آیا کہ: لَنْ تَنَالُوا الرِّجْزَ تَنْفِقُوا مِمَّا تَحِبُّونَ۔

یعنی جب تک اس میں سے خرچ نہ کر دو جو تم کو بہت زیادہ عزیز ہے تو نیکی کو نہیں پا سکتے۔
تو سب صحابہ کرام نے اور بالخصوص انصار کے بڑے آدمیوں نے جو جس کے ہاتھ راہِ خدا میں وقف کر دیا۔
حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے بھی وہ زمین اور کھجوریں وقف کرنا چاہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سنا تو بہت خوش
ہوئے فرمایا۔ اسے عزیزوں میں تقسیم کر دیا!

ایک وہ دور تھا کہ ابو طلحہ کی شراب کی محفلیں مدینے سے باہر بھی مشہور تھیں یا اسلام لانے کے
بعد ایک ایسا دور بھی آیا کہ جو کچھ تھا راہِ خدا میں لٹا چکے تھے۔ فقرو فاقے میں زندگی بسر ہونے لگی۔ ایک مرتبہ
صنوبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ ایک مسافر آیا۔ اس کے ٹھہرنے کا کہیں انتظام نہیں ہو
رہا تھا۔ ارشادِ نبوی ہوا کہ۔ اسے جو مہمان رکھے گا خدا اس پر رحم کرے گا۔ حضرت ابو طلحہ سب سے
پہلے اٹھے۔ مہمان کو ساتھ لیا۔ گھر پہنچے۔ بیوی سے پوچھا۔ آج کھانے پینے کا کیا انتظام ہے؟ بتایا
گی۔ کچھ نہیں۔ بس اتنا ہے کہ بچوں کے لیے کچھ پکایا گیا ہے۔ فرمایا۔ بس یہ کافی ہے۔ کسی طرح
بچوں کو سلا دو۔ سچے سو گئے تو چراغ بجھا دیا۔ اور جو کھانا تھا مہمان کے آگے رکھ دیا۔ میاں بیوی بھی ساتھ
اسی بیٹھ گئے اور جھوٹ موٹ منہ چلاتے رہے۔ سارا گھر فاقے سے تھا۔ چھوٹے چھوٹے بچے بھوکے تھے لیکن
کچھ پروا نہ تھی۔ صبح بارگاہِ نبوی میں پہنچے تو ارشادِ دہوا کہ۔ رات تمہارے ایشارے اللہ تعالیٰ غوس ہوا!
حضرت ابو طلحہ انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد کوئی چالیس سال تک زندہ رہے
یسے چالیس سال کہ تصور کر کے حیرت ہوتی ہے۔ کوئی تیس سال کی عمر سے لے کر ستر برس کی عمر تک
یعنی جب انتقال ہوا اس وقت تک مسلسل روزے رکھتے۔ سوائے ان دنوں کے جب روزہ رکھنے کی
اجازت نہیں ہے۔ زندگی کے دیگر معمولات کا اس کے کیا ذکر ہو۔ عمل ایسا اور علم کا یہ حال کہ ابنِ حجر مستطاب
لکھتے ہیں۔ وہ اُن صحابہ کرام میں سے تھے جن کے علم و فضل کا دور دور چرچا تھا۔ ہجرت کے بعد
براہِ سنوہ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر رہے۔ سفرو حضر میں ساتھ رہا۔ بائزائے حدیثیں اُن سے
نقل کی گئی ہیں اس بارے میں وہ بڑی احتیاط فرماتے تھے۔ خدا نے اُن کے بیڑوں پوتوں کو بھی یہ فضیلت
دی تھی کہ اپنے وقت میں علمِ حدیث کے امام مانے جانے لگے۔

حضرت ابو طلحہ کی بیان کی ہوئی اکثر حدیثیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں لڑی جانے
والی جنگوں کے بارے میں ہیں۔ عام خیال یہ ہے کہ ان تمام لڑائیوں میں وہ شریک رہے۔ بدر، احد،
خیبر اور حنین میں ان کی جنگی صلاحیتیں غیر معمولی طور پر نمایاں ہوئیں۔

ہجرت کا ابتدائی دور اہل مدینہ کے لیے بڑا صبر آزمائہ تھا۔ مشرکین مکہ نے مدینے کے منافقوں اور

یہودیوں سے ہل کر مسلمانوں کو تنگ کرنا شروع کیا تھا۔ اُسے دن یہ خبریں پھیلتی رہتی تھیں کہ مکہ و اسے
 شبخون ماریں گے۔ رات کے حملوں کا خیال کر کے مظلوم مسلمان پریشان رہا کرتے تھے ایک مرتبہ رات گزری
 تھی کہ شور و غل اٹھا کہ — مدینے پر حملہ ہونے والا ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی حجرے سے
 باہر تشریف لے آئے صورت حال معلوم ہوئی تو آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ جو لوگ جمع ہو گئے تھے ان میں
 حضرت ابو طلحہؓ بھی تھے۔ وہ گھوڑے پر سوار ہتھیار لگائے ہوئے آئے تھے اور علماء و دہروں سے نمٹنے کے
 لیے ہر طرح تیار تھے۔ رسالتِ پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو طلحہؓ کا گھوڑا اپنا سوار ہوئے اور تن
 تنہا مدینے سے باہر چلے گئے۔ اپنے فدائیوں کی حفاظت کا کس قدر غیر معمولی خیال تھا کہ ختمی مرتبت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے اپنی ذات کو خطرے میں ڈال دیا حضرت ابو طلحہؓ سے رہا نہ کیا۔ پیچھے پیچھے چلے۔ تھوڑی دور گئے
 تھے کہ دیکھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لا رہے ہیں۔ حضرت ابو طلحہؓ کو اللہ کے رسول نے اپنی
 طرف آتے دیکھا تو فرمایا کہ — خوف کی کوئی بات نہیں! اطلاع عام ہو گئی! سب لوگ اپنے گھروں کو
 لوٹ گئے۔ حضرت ابو طلحہؓ بڑے خوش تھے کہ اُن کا گھوڑا بڑا مبارک ثابت ہوا کہ اللہ کے رسول نے
 اس پر سواری فرمائی اس موقع پر ان سے ارشاد ہوا کہ — ابو طلحہ! تمہارا گھوڑا بڑا نیرِ زفا رہے! ایک
 جاں نثار کے لیے یہ بڑا اعزاز تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد بہت عاشقانِ رسول ایسے تھے۔ جن کا دل مدینہ
 میں بالکل نہیں لگتا تھا۔ ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بات یاد آتی کہ دل کو تڑپاتی رہتی تھی۔
 بہت سوں نے شامِ ہجرت کی۔ انہی میں حضرت بلالؓ اور حضرت ابو طلحہؓ بھی تھے۔ ان غم زدوں کے
 دل جب دوری سے گھبراتے تو رات دن کا سفر کر کے روضہ مبارک پر حاضر ہوتے اور رو رو کر اپنے دل
 کا بوجھ ہلکا کرتے۔

حضرت ابو طلحہؓ ان لوگوں میں سے تھے جو آگے رہنے اور نیاں ہونے کا کبھی خیال نہیں کرتے تھے۔
 جو کچھ کرنا ہوتا چپ چاپ کر دیتے۔ جب بیڑِ حاکمیتی زمین اور کنواں واقف کیا تو قسم کھا کر کہا
 بات اگر چھپ سکتی تو میں کبھی ظاہر نہ کرتا۔ حکم ہے کہ — لاؤ خدا میں اس طرح خرچ کرو کہ دائیں ہاتھ سے
 خرچ ہو تو بائیں ہاتھ کو خبر تک نہ ہونے پائے۔ حضرت ابو طلحہؓ اس حکم پر عمل کرنا چاہتے تھے۔ ویسے صدقہ
 خیرات اگر ظاہری طور پر بھی ہوتو کچھ منافقہ نہیں بشرطیکہ مقصد دوسروں کو انفاق فی سبیل اللہ کی ترغیب
 دینا ہو۔

حضرت ابو طلحہؓ نے بڑی خاموشی سے زندگی بسر کی۔ سارا وقت عبادتِ الہی میں گزارا۔ کسی دنیاوی

اعزاز کی کبھی خواہش نہ کی۔ چاہتے تو ہر خدمت انہیں مل سکتی تھی۔ حضرت ابو بکرؓ کے زمانہ میں شام ہی میں رہے۔ حضرت عمرؓ کے انتقال سے کچھ دنوں پہلے مدینہ آئے پھر واپس شام چلے گئے۔ شتر برس کی عمر میں وفات پائی۔ وہ بھی اس حال میں کہ گھر بار اور بچوں سے دور تھے۔ ایک تو بڑھاپا اس پر چالیس سال مسلسل روزہ رکھنے کی وجہ سے کمزوری بڑھ گئی تھی مگر ایمان ایسا مضبوط تھا کہ ایک دن گھر پر بیٹھے کلام پاک کی تلاوت کر رہے تھے کہ سورہ توبہ کی ایک آیت نے جہاد کا دلولہ تازہ کر دیا۔

بولے — خدا نے بوڑھے جوان سب پر جہاد فرض کیا ہے۔ میرے لیے سامانِ سفرتیار کرو! کسی نے کہا — خدا آپ پر رحم کرے۔ عہد نبویؐ کی تمام لڑائیوں میں آپ شریک ہو چکے ہیں۔ شیعیں کے زمانے میں آپ نے برابر جہاد میں حصہ لیا۔ اب اس حال میں آپ گھر میں بیٹھے رہتے ہم لوگ جہاد پر جاتے ہیں۔ لیکن شوقِ جہاد اور شوقِ شہادت کہاں رکھنے دیتا تھا۔ ایک سمندری لڑائی میں شریک ہونے نکلے۔ جہاز ہی پر انتقال فرمایا۔ ساتویں روز جہاز خلی پر پہنچا تو انہیں سپردِ خاک کیا گیا۔ مجاہد لوگ رہے تھے تو ان کا یہ حملہ سب کے کانوں میں گونج رہا تھا کہ — اللہ تعالیٰ نے بوڑھے جوان سب پر جہاد فرض کیا ہے

(بقیہ صفحہ ۵۴ سے)

ان کے علاوہ سید اعجاز حسین کہتوری (۱۸۲۵ء - ۱۸۷۰ء) کی مد کشف المحجوب والاسرار عن اسماء المکتب والاسفار، محمد محسن المعروف آقا بزرگ الطہرانی وعلی نقی منزوی کی الذریعہ الی تصانیف الشیعہ، سید عبدالحی کھنوی (۱۸۶۹ء - ۱۹۲۳ء) کی الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند، عربی زبان میں مختلف علوم کے بارے میں نواد سیزگین کی جسوس کتابیات، یوسف ایان سرکیس کی عجم المطبوعات الفریمیہ والمغرب، مصر سے السجل الثقافی، ترکی سے محمد طاہر کی عثمانی مولفہ اور تورک بیلیوگرافیاسی، ایران سے خان بابا مشار کی فہرست کتابہائی چابی ایران، پاکستان سے انجمن ترقی اردو پاکستان کی مد قاموس المکتب، قابل ذکر ہیں۔